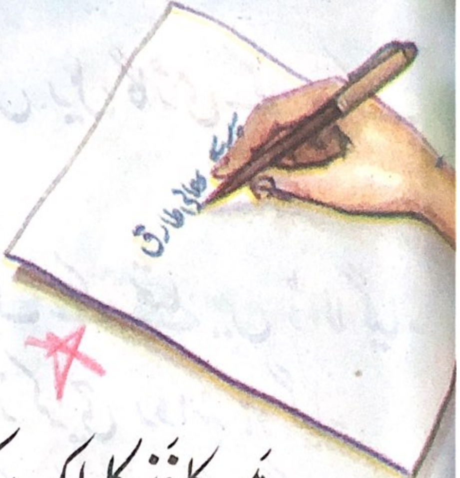

خط کی کہانی

مَیں کاغذ کا ایک کورا ورَق تھا۔ کوثر نے الماری سے مجھے نکالا اور اپنے بھائی طارِق کے نام لِکھنا شُروع کیا۔ کُچھ اُس کا حال پُوچھا، کچھ اپنا حال بتایا۔ امّی ابّا کی طرف سے پیار اور بھائیوں کی طرف سے سلام لکھا۔ لِفافے پر طارِق کا پتا لِکھا۔ مجھے لِفافے میں بند کیا۔

لِفافے پر ایک رُوپے کا ٹکٹ لگایا۔ گلی کے موڑ پر لیٹر بکس تھا، اس میں مجھے ڈال دِیا۔

مَیں لیٹر بکس میں پڑا رہا۔ کچھ اور لوگ بھی اس میں خَط ڈالتے رہے۔ اب مَیں اکیلا نہ تھا۔ لیکن سارے خط چُپ تھے۔

چار بجے ایک ڈاکیا آیا۔ اُس نے لیٹر بکس کھولا۔ سب خط نِکالے، تھیلے میں ڈالے اور ڈاک خانے لے گیا۔ وہاں ڈاک والوں نے ہر شہر کے خط الگ الگ کیے۔ خطوں پر مُہریں لگائیں اور اُنھیں

الگ الگ تھیلوں میں بند کر دِیا۔ پھر اُنھیں ریل گاڑی کے ڈاک والے ڈبّے میں پُہنچا دِیا۔

مُجھے کراچی جانا تھا۔ مجھے ہوائی ڈاک کے تھَیلے میں ڈالا گیا۔ تھَیلے کو ہوائی جہاز میں رکھا گیا۔ ہوائی جہاز کراچی روانہ ہو گیا۔

ہوائی جہاز اپنے اَڈّے پر اُترا۔ ڈاک کا تھَیلا نِکالا گیا۔ تھَیلے کو شہر کے بڑے ڈاک خانے میں لے گئے۔ وہاں سب خطوں کو نِکال کر مُہریں لگائی گئیں۔ سب ڈاکیوں میں خط بانٹ دِیے گئے۔ ڈاکیے اپنے اپنے حلقے کے خط لے کر چل پڑے۔ ایک ڈاکیا مُجھے بھی لے گیا۔ ڈاکیا خطوں کے پتے پڑھتا اور گھر گھر دیتا جاتا تھا۔ وہ ایک دروازے پر آیا اور آواز دی۔ ایک لڑکے نے دروازہ کھولا۔ ڈاکیے نے مجھے اُس کے ہاتھ میں دے دِیا۔ وہ مُجھے دیکھ کر خُوش ہُوا۔ مَیں سمجھ گیا کہ طارِق یہی ہے۔